

حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے اور آخر میں اپنے محبوب جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرما کر رسالت کو معراج عطا فرمائی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے دین اسلام کو پسند کر لیا اور دین کو مکمل فرما دیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ نبوت و رسالت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا لیکن اولادِ آدم کی رشد و ہدایت کے لئے فیضانِ نبوت سے پروردہ اولیاء اللہ تشریف لاتے رہے اور یہی لوگ ورثاءِ انبیاء کہلائے۔

برصغیرِ پاک و ہند میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے مدینہ منورہ سے عطائے رسول کا خطاب پا کر سرزمینِ ہند پر مشرکانہ تاریکیوں میں توحید کے چراغِ جلائے اور لاکھوں مشرکین کو مشرف بہ اسلام کیا، خاندانِ چشتیہ کو آپ سے بہت شہرت حاصل ہوئی اور ہزاروں صوفیائے کرام اور مشائخِ عظام اس سلسلہ روحانیت کی خوشبوہر سو پھیلاتے رہے۔ اس طرح دینِ حمید کی تبلیغ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی و پیروی اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعیں روشن ہوتی رہیں جن سے لاکھوں لوگ فیض یاب ہوتے رہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ عرف "میاں جی" چودھویں صدی ہجری کے ادائیل میں ہندوستان کے صوبے گجرات میں ایک سید گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ آپ کے والدین انتہائی نیک اور تعلق ایک دینی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد محترم سید نواب علی شاہ، آپ کی انتہائی کم سنی میں انتقال فرما گئے۔ والد محترم نے وصال سے پہلے ہی دعا مانگی کہ اے رب العالمین میرا ایک بیٹا ہے جو تیرے حوالے کرتا ہو۔ آپ کی والدہ محترمہ زاہدہ عابدہ خاتون تھیں۔ انہوں نے آپ کی پرورش بہت اچھی طرح کی۔ دینی تعلیم کے حصول کیلئے مقامی مدرسے میں داخل کروادیا۔ آپ کی والدہ اکثر اوقات اساتذہ سے آپ کے بارے میں معلومات کرتی تو یہی جواب ملتا کہ انتہائی شریف النفس، ذہین اور ہونہار بچہ ہے۔ لیکن ابھی عمر سات سال کی تھی کہ والدہ محترمہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ اور یوں آپ یتیمی کی سنت سے سرفراز ہوئے۔ والدین کے انتقال کے بعد آپ کے چچا جو ریلوے میں ملازم تھے آپ کو اپنے پاس لے گئے۔ اس وقت آپ کے چچا کا تقرر ہندوستان کے صوبے بہار میں تھا۔ تعلیم و تدریس کا سلسلہ وہاں بھی جاری رہا۔ چچا کے دوست احباب کے ہاں مختلف بزرگ تشریف لاتے اور آپ کو دیکھ کر فرماتے یہ بچہ آپ کے کام کا نہیں تو آپ کے چچا ہی عرض کرتے کہ حضرت اگر یہ بچہ ہمارے کام کا نہیں تو آپ لے جائیں۔ لیکن جب آپ سے پوچھا جاتا کہ ہمارے ساتھ چلو گے تو آپ انکار کر دیتے۔ آپ کی عمر مبارک تقریباً تیرہ چودہ سال تھی۔ ایک دن آپ ریلوے اسٹیشن سے اپنے گھر جا رہے کہ راستے میں ایک مجذوب جو شہر میں بے لباس گھومتا اور لوگوں کو پتھر مارتا تھا۔ آپ کو دیکھتے ہی خوف زدہ ہو گیا اور یہ کہتا ہوا "تم تو بہت بڑے آدمی ہو، تم تو بہت بڑے آدمی ہو" بھاگ گیا۔ حضرت سید محمد عبداللہ شاہ کی عمر مبارک تقریباً پندرہ سال تھی تو آپ نے سنا کہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا سالانہ عرس

مبارک ہونے والا ہے۔ آپ کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی غریب نواز سرکار کے عرس مبارک پر حاضری دے سکوں۔ اسی خواہش کے تحت آپ نے ایک عرضی غریب نواز سرکار کے نام لکھی کے حضور مجھے اس دفعہ اپنے عرس پر ضرور بلوائیے گا۔ اور یہ خط آپ نے ایک پتھر سے باندھ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا بھی چند دن گزرے تھے کہ آپ کے چچا کے دوست کے گھر اُن کے پیر و مرشد حاجی سید تسلیم احمد شاہ قادری چشتی صابری تشریف لائے۔ آپ کے چچا قبلہ حاجی صاحب سے ملنے گئے۔ آپ بھی چچا کے ساتھ تھے۔ جیسے ہی قبلہ حاجی سید تسلیم احمد شاہ نے آپ کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے۔ آپ کے چچا نے عرض کی حضرت یہ میرا بھتیجا ہے۔ یتیم ہے۔ قبلہ حاجی صاحب نے فرمایا لیکن یہ بچہ تو آپ کے کام کا نہیں۔ آپ کے چچا نے عرض کی کہ تمام بزرگ یہی کہتے ہیں۔ اگر یہ بچہ ہمارے کام کا نہیں تو آپ لے جائیں قبلہ حاجی سید تسلیم احمد شاہ نے پوچھا بیٹا کیا نام ہے تمہارا۔ اور پھر پوچھا کیا ہمارے ساتھ چلو گے۔ جیسے ہی قبلہ حاجی صاحب نے پوچھا آپ نے ساتھ چلنے کی رضامندی کا اظہار فرمایا۔ حضرت حاجی سید تسلیم احمد شاہ وہاں سے اجمیر شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے سالانہ عرس مبارک میں حاضری کیلئے جا رہے تھے۔

حضرت سید محمد عبداللہ شاہ بھی حاجی سید تسلیم احمد شاہ کے ساتھ اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ دربار شریف پر حاضری کے وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ میں نے غریب نواز سرکار کو عرضی لکھی تھی۔ اسی لئے غریب نواز سرکار نے مجھے بلا لیا ہے۔ جیسے ہی آپ کے دل میں یہ خیال گزرا۔ قبلہ حاجی سید تسلیم احمد شاہ اسی وقت آپ سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا "عبداللہ

تمہیں کچھ کہنا ہے "تو آپؑ نے عرضی لکھنے کا واقعہ سنایا اور عرض کی۔ کہ سرکارِ غریب نوازؒ نے مجھے اسی لئے بلایا ہے۔ قبلہ حاجی سید تسلیم احمد شاہؒ نے مزار مبارک کی چادر شریف آپؑ کے سر پر رکھی اور یہ شعر پڑھا:

سپردم بہ تو مایہ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

قبلہ حاجی صاحبؒ نے آپؑ کو بیعت سے نوازا۔ اور پھر اپنے پاس ہی رکھا۔ قبلہ حاجی صاحبؒ جب کہیں مریدین کے گھر تشریف لے جاتے تو آپؑ ساتھ ہی جاتے۔ قبلہ حاجی سید تسلیم احمد شاہؒ کا تعلق ہندوستان کے صوبے اتر پردیش کے ایک شہر امر وہہ سے تھا۔

حضرت سید محمد عبداللہ شاہؒ نے اٹھارہ سال پیرومرشد کی خدمت میں گزارے۔ اس دوران دینی تعلیم مکمل کی، عبادات، ریاضت اور مجاہدے میں مصروف رہے۔ قبلہ حاجی سید تسلیم احمد شاہؒ کی طبعیت میں بہت جلال تھا۔ پیرومرشد نے ہمیشہ نفس کشی کرتے ہوئے آپؑ کو عشق و محبت اور روحانیت کی منزلیں طے کرائیں۔ آپؑ کی پیرومرشد سے ملاقات غریب نواز سرکارؒ کے در اقدس کی حاضری سے شروع ہوئی۔ اسی لئے آپؑ کو عطاءے غریب نوازؒ کا لقب ملا۔

حضرت سید محمد عبداللہ شاہؒ کی عمر مبارک ابھی تقریباً بیس اکیس سال تھی کہ پیرومرشد قبلہ حاجی سید تسلیم احمد شاہؒ نے حکم دیا کہ امر وہہ سے ریل گاڑی میں بیٹھ کر دہلی جاؤ اور دہلی سے گاڑی پر بیٹھ کر فلاں سٹیشن پر اتر جاؤ اور پھر پیدل سفر کرتے ہوئے فتح پور سیکری پہنچو اور حضرت سلیم اللہ چشتیؒ کے دربار اقدس پر حاضری دو اور وہیں خدمت کرو۔ ہم کچھ دن بعد وہاں حاضر ہو جائیں گے

اور واپسی میں تمہیں ساتھ لے لیں گے۔ حضرت سید محمد عبداللہ شاہؒ امر وہہ سے دہلی پہنچے۔ ایک صاحب ملے پوچھا کہاں جانا ہے آپؒ نے بتایا تو اس شخص نے کہا میں نے بھی وہیں جانا ہے۔ پیسے دے دیں تو میں آپکو ٹکٹ لا دیتا ہوں۔ پیر و مرشد نے آپؒ کو دو روپے دیے تھے آپؒ نے وہ دو روپے اس شخص کو ٹکٹ لانے کو دے دیئے۔ کافی دیر گزر گئی وہ شخص نہ آیا یہاں تک کہ وہ گاڑی جس میں آپؒ جانا تھا وہ آئی اور چلی گئی۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ مغرب کا وقت قریب ہوا تو آپؒ سٹیشن کی مسجد میں چلے گئے اور روزہ افطار کیا نماز کے بعد سب نمازی اپنے اپنے گھر جانے لگے تو آپؒ ایک کونے میں بیٹھ کر رونے لگے۔ کسی آدمی نے آپؒ سے رونے کا سبب پوچھا تو آپؒ نے پورا قصہ بتایا اس شخص نے کہا میں ریلوے میں گارڈ ہوں صبح دوسری گاڑی کے ساتھ اُسی سٹیشن تک جاؤں گا آپؒ میرے ساتھ چلیں، ریلوے گارڈ آپؒ کو اپنے گھر لے گیا۔ صبح سحری کی اور گارڈ کے ساتھ گاڑی میں سفر کیا اترتے وقت گارڈ نے آپؒ کو دو روپے پیش کئے کہ رکھ لیں ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اب وہاں سے سفر پیدل کا تھا چونکہ روزہ تھا اور گرمی بھی، رستے میں آپؒ کو ایک کنواں نظر آیا۔ دیکھا تو اس میں پانی کچھ گہرا تھا آپؒ نے کندھے پہ رکھی ہوئی چادر کو درخت کی ایک ٹہنی سے لپیٹ کر پانی سے بھگونا چاہا۔ چادر بھیک کر وزن سے کنوئیں میں گر گئی اور جیب سے دو روپے کے سکے بھی کنوئیں میں گر گئے۔ وہاں سے چلے شام کو ایک اسٹیشن پر پہنچے۔ اسٹیشن پر پھر ایک شخص ملا اس نے بتایا کہ میں بھی مسلمان ہوں اور آج ہی اس سٹیشن پر آیا ہوں۔ وہ آپؒ کو اپنے گھر لے گیا۔ افطاری اور پھر سحری وہیں کی۔ صبح چلتے وقت انہوں نے آپؒ کو روٹی ایک کپڑے میں باندھ کر دیتا کہ اُس سے آپؒ روزہ افطار کر سکیں۔ چلتے چلتے رستے میں آپؒ کو ایک نہر

نظر آئی تو سوچا یہاں نہالوں۔ روٹی اور کپڑے رکھ کر نہر میں گئے ہی تھے کہ ایک کتا آیا اور آپ کی روٹی لے گیا وہاں سے چلے شام کو ایک ریلوے سٹیشن پر رک گئے۔ اسٹیشن پر لگے نلکے کے پانی سے روزہ افطار کیا اسٹیشن کی مسجد میں نماز پڑھ کر نکل رہے تھے کہ پاؤں سے کچھ سکے ٹکرائے دیکھا تو پیسے تھے پھر اس سے افطاری کی۔ اور اگلے دن منزل مقصود پر پہنچے۔

پیر و مرشد نے حکم فرمایا کہ امر وہہ سے پیدل پاک پتن شریف جاؤ اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے دربار پر چھ ماہ جھاڑو دوادور لگیاں صاف کرو پیر و مرشد کے حکم پر آپ پیدل چل دیئے دن کو سفر کرتے اور رات کو راستے میں آنے والے کسی گاؤں کی مسجد میں قیام فرماتے۔ راستے میں سیکڑوں لوگوں نے سواریاں روک کر پوچھا کہاں جانا ہے۔ جب بتایا تو کہا کہ آؤ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ تو یہی فرمایا کہ پیر و مرشد کا حکم صرف پیدل جانے کا ہے۔ کچھ لوگوں نے اگر یہ بھی کہہ دیا کہ پیر کون سا دیکھتا ہے آؤ گاڑی میں بیٹھ جاؤ تو یہی فرمایا کہ جب میں اللہ کی راہ میں اس کا قرب حاصل کرنے نکلا ہوں تو اللہ تو دیکھتا ہے۔

پاک پتن شریف میں خدمت اور عبادت و ریاضت میں وقت گزارا اور ساتھ ہی حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر پاک کی سنت کے مطابق حضرت بابا فرید گالنگر بھی تقسیم کیا پیر و مرشد کے حکم کے مطابق چھ ماہ تک پاک پتن شریف میں خدمت کی۔ پاک پتن شریف سے آپ پیدل لاہور حضرت داتا علی ہجویری گنج بخش کے دربار اقدس پر حاضر ہوئے کچھ دن لاہور میں قیام کے بعد پیدل کلیر شریف روانہ ہوئے۔ جب آپ کلیر شریف حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر پاک کے دربار اقدس پر حاضر ہوئے تو پیر و مرشد حاجی سید تسلیم احمد شاہ وہاں موجود تھے۔

حضرت سید محمد عبداللہ شاہؒ نے اسی طرح عبادات اور مجاہدوں میں پیر و مرشد کی خدمت میں اٹھارہ سال گزارے۔ ایک دفعہ آپ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ایک قصبہ عبداللہ پور میں موجود تھے صبح وردو وظائف سے فارغ ہو کر آپ پیر و مرشد سے اجازت لے کر قصبہ کے قریب بہنے والے دریا پر نہانے گئے۔ نہانے کیلئے آپ اترے تو اچانک پانی کا ایک ایسا تیزریلا آیا جس نے آپ کو اٹھا کر دریا کی تیز دھار میں ڈال دیا۔ آپ نے سمجھا آخری وقت آگیا۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے پانی کا ایک اور تیزریلا آیا کہ اس نے آپ کو اٹھا کر پھر اسی جگہ پہنچا دیا جہاں آپ دریا میں اترے تھے جب پانی سے باہر نکلے تو دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ جب پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے غور سے دیکھا اور فرمایا "ماشاء اللہ" اور پھر آپ کو سینے لگایا اور دستا رِ خلافت عطا فرمائی۔ اور فرمایا اب تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔

پیر و مرشد کی خدمت سے فارغ ہو کر تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے اور ساتھ ہی گورنمنٹ کے محکمہ ریلوے سیل سروس میں ملازمت کر لی۔ ہندوستان سے پھر ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور سیالکوٹ میں تقرری ہوئی۔ جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو دیکھا کہ دفتر میں بہت لوگ ایسے ہیں جو روزہ کی پابندی نہیں کرتے۔ آپ وہاں بھی تبلیغ دین میں مصروف رہے یہاں تک کہ جب اگلا رمضان المبارک آیا تو الحمد للہ تمام سٹاف روزہ سے تھا۔ کچھ عرصہ بعد ہی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور خود کو تبلیغ دین کیلئے وقف کر دیا۔

ہجرت کرنے پر حکومت کی طرف سے راولپنڈی میں ایک مکان الاٹ ہوا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد وہ مکان ایک یتیم کو دے دیا۔ اس یتیم کو ہندوستان میں ہی ہندو سے مسلمان کیا تھا اور

اسکی کفالت کی تھی۔ آپؐ نے پاکستان کے کئی شہروں میں سلسلہ ہدایت جاری فرمایا اسی لئے آپ کے مریدین و معتقدین پاکستان کے کئی شہروں میں موجود ہیں۔

حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری چشتی صابریؒ انتہائی کریم، شفیق اور حلیم الطبع تھے۔ مریدوں اور عقیدت مندوں سے انتہائی شفقت سے پیش آتے۔ طبیعت میں اتنا عجز تھا کہ جب کوئی واضح کرامت ہو جاتی تو فوراً اسے پیرانِ عظام خاص طور پر حضرت علاؤالدین علی احمد صابریؒ کی جانب منسوب فرمادیتے اور فرماتے "یہ میرے صابریؒ کی کرامت ہے"۔ لباس، خوراک اور رہن سہن میں بہت زیادہ سادگی پسند فرماتے۔ حکمرانوں یا ان کے نمائندوں سے ملنا پسند نہ فرمایا کرتے بلکہ غریب لوگوں کے ساتھ رہنا بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ حضرت سید محمد عبداللہ شاہؒ عرف میاں جی مریدین اور معتقدین کو شریعت کی پابندی کی تاکید فرماتے۔ اکثر فرماتے اگر کوئی انسان تمہیں ہوا میں اڑتایا پانی پر چلتا نظر آئے لیکن تم دیکھو کہ وہ شریعت کا پابند نہیں تو سمجھ لینا یہ دھوکہ ہے اور فرماتے شریعت کی مثال ایسی ہے جیسے دودھ، اگر دودھ ہو گا تو وہی مکھن اور گھی بھی ہو گا۔ ورنہ کچھ نہیں۔ اسی طرح اگر شریعت ہو گی تو روحانیت، طریقت اور عرفا، ن ہو گا ورنہ کچھ نہیں۔ شرعی مسائل کی باریکیوں کا ایسا علم تھا کہ بڑے بڑے مسائل کو بہت خوش اسلوبی سے آسان الفاظ میں سمجھا دیا کرتے تھے۔ کچھ مریدیں نے عرض کی حضور بوجہ عقیدت و محبت مرید کو یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اس کا شیخ کامل ہے۔ آپ کچھ نشانیاں فرمادیں جن سے معلوم ہو کہ فلاں شیخ کامل حیثیت کا حامل ہے۔ آپؐ نے فوراً جواب ارشاد فرمایا۔ کامل پیر وہ ہے جس کے حلقہ ارادت میں اللہ اللہ کرنے والوں کی کثرت ہو۔ میاں جیؒ کی محفل میں بیٹھنے والا آپ

کی شیریں بیانی اور طرزِ مخاطب سے اتنا محظوظ ہوتا کہ محفل سے جانے کے بعد بھی خیال کرتا کہ میاں جی سرکار تو صرف اور صرف مجھ ہی سے محبت کرتے ہیں اور یہ خیال تقریباً ہر مرید کے ذہن میں تھا کہ میاں جی سرکار سب سے زیادہ محبت صرف مجھ سے کرتے ہیں۔

مریدین کی پریشانیوں پر بہت پریشان ہو جاتے اور جب تک پریشانی دور نہ ہو جائے چین سے نہ بیٹھتے۔ خاص طور پر بے روزگاروں کو روزگار دلوا کر بہت خوش ہوتے۔ اور روزگار دلوانے میں مدد کرنے والے کو بہت دعائیں دیتے۔ مریدین اور معتقدین کو ہمیشہ تلقین فرماتے کہ دو باتوں کا ہمیشہ خیال رکھا جائے۔ ایک یہ کہ "اپنے اندر تکبر کو جگہ نہ دیں" اور دوسرا یہ کہ "کبھی کسی کا دل نہ دکھائیں" بلکہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کی خاص طور پر یتیموں، بیواؤں اور غریبوں کی مدد کریں۔

جب بھی میاں جیؒ سے کسی کرامت کا ظہور ہوتا فوراً اُس کو پیرانِ عظام کی کرامت فرماتے۔ ایک دفعہ آپؒ لاہور میں تشریف فرما تھے آپؒ کے کچھ مریدین آپؒ سے ملاقات کیلئے کراچی سے پہنچے۔ واپسی پر مریدین سے فرمایا کہ تم لوگ ایسی ریل گاڑی سے جانا جو کل دوپہر سے پہلے کراچی پہنچ جائے۔ مریدین نے میاں جی حضورؒ کے حکم کی تعمیل کی۔ جو گاڑی دوپہر کے بعد کراچی آئی تھی۔ اس کا کراچی کے قریب حادثہ ہو گیا۔ جس میں سیکڑوں جانیں ضائع ہوئیں۔ حضرت سید محمد عبداللہ شاہؒ 1964 میں حج کی سعادت حاصل کرنے تشریف لے گئے۔ حج کرنے کے بعد روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی۔ حاضری کی کیفیت کو ہمیشہ انتہائی محبت و عقیدت سے بیان فرمایا کرتے کہ جب آپؒ جالی شریف کے سامنے حاضر ہوئے تو ایسا لگا کہ

شاید آپؑ کی روح جسم سے نکل گئی ہے۔ اور فرماتے کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے سامنے کھڑا ہوں لیکن دوسرے ہی لمحے میں ہوش میں آگیا۔ آپؑ کے ایک مرید نے بتایا کہ میں اور میری اہلیہ عمرہ کرنے گئے، تھکاوٹ سے اہلیہ کو بخار ہو گیا۔ اہلیہ نے دوا کھائی اور سو گئی میں حرم شریف چلا گیا واپس آیا تو اہلیہ نے بتایا کہ آپؑ کے جانے کے بعد جب میں سو گئی تو خواب میں میاں جی حضور تشریف لائے اور مجھے فرمایا۔ "یہاں آکر بھی بخار ہو گیا" اور مجھے خواب ہی دم کیا جب میری آنکھ کھلی تو مجھے بالکل بخار نہیں تھا۔

قبلہ میاں جی حضورؑ کی بصیرت کا عالم یہ تھا کہ اپنے ایک مرید کے ہاں تشریف رکھتے تھے، مرید نے شام کے وقت عرض کی حضور مجھے اپنی زمینوں پر جانا ہے تاکہ گندم کا بٹوارا کر سکوں۔ مزید عرض کیا کہ گاؤں میں ایک بد معاش شخص مجھ سے بہت دشمنی رکھتا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ وہ گندم میں خرد برد نہ کر دے۔ چونکہ وہ گاؤں یہاں سے کچھ دور ہے اسلئے میں رات کو وہیں ٹھہروں گا اور صبح آؤں گا اپنے بھائی کو بھی ساتھ لے جا رہا ہوں۔ میاں جی سرکارؑ نے فرمایا اگر تم آج نہ جاؤ تو تمہارا کتنا نقصان ہو گا۔ مرید نے عرض کی حضور نقصان کا خدشہ تو ہے لیکن اگر آپؑ کی اجازت نہیں تو میں نہیں جاتا۔ دوسرے دن صبح ہی اطلاع ملی کہ اُس بد معاش آدمی کے کسی دشمن نے اُسے قتل کر دیا ہے اور اگر میاں جی حضور کا مرید وہاں جاتا تو وہ بھی قانونی کارروائی کی زد میں آسکتا تھا۔

قبلہ حضورؑ میاں جی سرکارؑ کی کرامات کا مختصر مختصر بیان بھی کیا جائے تو اس کے لئے کئی دن درکار ہیں۔ آپؑ کے ارشادات اور معاصرین کا ملین سے یہ بات تصدیق کو پہنچتی ہے کہ آپؑ مجددِ وقت

تھے چار سلاسل کی خلافت آپؐ کو حاصل ہے مگر سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خصوصی نسبت حاصل تھی۔ مریدین کی تعلیم اور تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اور اکثر یہ ارشاد زبان اقدس پر ہوتا کہ تعلیم اور ادب نہ رہے تو سلسلے نہیں چلتے۔

میاں جی حضورؐ سے ملنے والا ابتدائی ملاقات میں ہی آپؐ کی شفقت و محبت کی وجہ سے آپؐ کا گرویدہ ہو جاتا۔ کلمہ طیبہ، استغفار اور درود شریف (درود جمالی اور درود تنجینا) کی ایک ایک تسبیح ابتدائی تعلیم تھی۔ اس تعلیم سے جب پڑھنے والے کو سکونِ قلب میسر آتا تو وظائف میں اضافہ فرماتے۔ پھر حسبِ روحی اشتہا حزبِ البحر اور مزید خواہشمند عشق و محبت کو قصیدہ غوثیہ تعلیم فرماتے اور اہل حضرات کو دلائل الخیرات کی تعلیم فرماتے۔ غرض جو شخص بھی مخلصانہ آپ کے قریب ہوا اس نے فیض پایا اور مقرب ہوا۔ چونکہ آپ نے پاکستان کے مختلف شہروں میں قیام فرمایا اسلئے آپ کے کئی خلفاء ان شہروں میں محبتوں کے پھول بکھیر رہے ہیں۔ تبلیغ دین اور عشق رسول ﷺ کی محفلیں آباد کئے ہوئے ہیں۔ عمر کی زیادتی کے سبب اکتوبر 1971ء سے کراچی میں مستقل قیام فرمایا اور رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا جس سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

قبلہ حضور میاں جی فرماتے میرے پیرو مرشد حضرت حاجی سید تسلیم احمد شاہؒ کا معمول تھا کہ سال میں تقریباً چھ سات ماہ سفر پر رہتے لیکن تغیراتِ زمانہ کی وجہ سے اب وہ دور نہیں رہا۔ اکثر فرماتے پہلے اکیلا امر وہہ سے پایادہ پاک پتن شریف حاضر ہوا تھا۔ پاکستان میں آجانے کے بعد دو یا تین مریدین ہمراہ تھے۔ پھر راولپنڈی سے تقریباً سو افراد کا قافلہ پاک پتن شریف حاضر ہوا

۔ میاں جی حضور ہر سال پاک پتن شریف حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کے دربار اقدس پر حاضری دیا کرتے۔ آپؒ کے قافلے میں ہزاروں افراد ہوتے تھے۔ اور اکثر مریدین سے فرماتے "یہاں ہر سال حاضر ہوتے رہنا" یہاں کی حاضری کی برکت سے سال بھر کے گناہ جھڑ جاتے ہی۔ اور آنے والے سال کی بلائیں ٹل جاتی ہیں پاک پتن حاضری کے وقت اکثر یہ بھی فرماتے کے بھی سنو، "یہ درتم کو دکھا کے جا رہا ہوں کبھی کوئی پریشانی آجا ئے تو یہاں آجانا"۔ کراچی میں مستقل قیام کے بعد منگھو پیر سرکارؒ میں مریدین اور معتقدین کو بھیجتے اور فرماتے کہ میرا سلام عرض کرنا اور اپنی پریشانی بیان کرنا۔ اس لئے کہ منگھو پیر سرکارؒ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلیفہ اور کراچی کے انچارج ہیں۔

قبلہ میاں جی فرماتے جو مریدین شریعت کی پابندی، پیر سے محبت، پیر کی خدمت اور ادب میں پیش پیش رہے وہ ہر گز محروم نہیں رہتے۔ اور فرماتے رسول ﷺ اور آل رسول ﷺ کی محبت عین ایمان ہے اور درود شریف ہر مرض اور پریشانی کی دوا ہے۔ قبلہ میاں جی حضورؒ صاحب علم، علم دوست اور علماء کے قدردان تھے۔ مختلف شہروں میں قیام فرمایا۔ راولپنڈی میں مولوی عبداللطیف فارغ التحصیل دیوبند حاضر ہوتے۔ مرید بھی ہو گئے۔ مولانا محمد احمد صاحب اشرف علی تھانوی کے خلیفہ آپؒ کے گرویدہ تھے منڈی کاموکی میں مولوی باغ علی قریب میں رہے اور مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا ہدایت الحق حضور والے بھی آپؒ کے محبین میں سے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانیؒ، طاہر القادری جیسے جید علماء ملاقاتی اور قدردان تھے۔ علامہ حمزہ علی قادری حاضر رہتے۔ اور علمی و عشقی فیضان کے لئے معروض ہوتے۔ ایک دن حمزہ علی قادری سے قبلہ میاں جی

حضورؒ فرمانے لگے "بھائی حمزہ صاحب آپ فقیر کو بہت وقت دیتے ہیں لیکن فقیر بھی تو آپ کی جوتیوں پہ نظر رکھتا ہے" میاں جی حضورؒ کا ارشاد سن کر حمزہ صاحب نے عرض کیا کہ حضورؒ کی بندہ پروری ہے۔ ورنہ خاکسار کس لائق۔ بعد میں حمزہ صاحب نے بتایا کہ گھر والوں نے کسی شادی میں جانا تھا اور میں نے حضورؒ میاں صاحبؒ کی حاضری میں آنا تھا۔ کسی دوست کی امانت رکھی تھی جسے میں نے جوتیوں میں چھپا دیا تھا۔

قبلہ حضورؒ میاں جی کی عمر تقریباً سو سال تھی۔ جسمانی کمزوری بہت زیادہ تھی۔ لیکن ضعیفی کے باوجود بھی نماز سے غفلت نہ فرماتے۔ جولائی 1989ء کے شروع میں طبیعت بہت ناساز ہو گئی اور پیر 24 جولائی 1989 بمطابق 20 ذوالحجہ 1409ھ عصر اور مغرب کے درمیان آپؒ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ وصال کے دن ظہر کے بعد بار بار پوچھتے کیا نماز کا وقت ہو گیا۔ آپؒ کے وصال کے بعد تین دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔

آپؒ کا مزار مبارک کورنگی کراچی میں مرجع خلافت ہے۔ جہاں سے ہزاروں لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں۔ آپؒ کا عرس مبارک ہر سال 20 ذوالحجہ کو ہوتا ہے مزار مبارک کی تعمیر 2001 میں کی گئی۔ مزار مبارک کے ساتھ ایک مسجد اور زائرین کی رہائش کے لئے حجرے بنا ئے گئے ہیں۔ عرس مبارک کے موقع پر پورے پاکستان سے مریدین، معتقدین اور زائرین شرکت کرتے ہیں مزار مبارک پر ہر پیر کو عصر اور مغرب کے درمیان حلقہ ذکر ہوتا ہے اور ہر ماہ کے آخری پیر کو لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے۔ سجادہ نشین فقیر محمد عادل قادری، چشتی، صابری اپنے پیر بھائیوں اور سرکارؒ کے خلفاء کے ساتھ مل کر خدمت میں مصروف ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا فیض ہم سب کو نصیب فرمائے۔ اور قبلہ سید محمد عبداللہ شاہؒ نے جو باغِ محبت لگایا ہے اس کا ہر درخت ہر شاخ ہمیشہ پھلتی پھولتی رہے اور نئی سے نئی کلیاں اور پھول کھلتے رہیں۔ اور خلقِ خدا اس سے فیض پاتی رہے۔

آمین ثمہ آمین